قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 22 اکتوبر 2020ء | 05 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 250

## ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا

(سورہ احزاب: 22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

## فرمان خلیفہ وقت

آج آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت کو بھی ان خوفوں سے ڈرانے کی دنیا کے کئی ممالک میں کوشش کی جاتی ہے۔ پاکستان میں تو ہر جگہ ہی، ہر روز کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی مسلم اکثریت کے علاقوں میں احمدیوں پر ظلم کئے جارہے ہیں، خاص طور پر نومبائعین کو خوب ڈرایا جاتا ہے۔ اور حتیٰ کہ اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ یورپ کے ممالک میں بھی، بلغاریہ سے پچھلے دنوں جو رپورٹ آئی کہ وہاں کے مفتی کے کہنے پر احمدیوں کو ہراساں کیا گیا۔ اب بلغاریہ بھی نیا نیا یورپی یونین میں شامل ہوا ہے اس علاقہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے تو وہاں کے مفتی کے کہنے پر پولیس نے 7،8 احمدیوں کو پکڑ لیا اور ان سے کافی سختی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب ایمان پر قائم ہیں تو ہمیشہ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کیا کیا سختیاں ہیں یا تھیں جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ پر نہیں کی گئیں۔ ہم پر تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا جاتا۔ اگر اس اصل کو ہم سمجھ لیں کہ اپنی عبادتوں اور قربانیوں کو خالص اللہ کے لئے کرلیں اور اس بات پر قائم ہو جائیں کہ ہمارا جینا اور مرنا ہمارے خدا کے لئے ہے۔ تو جہاں انفرادی طور پر ہم اپنی ابدی زندگی کے وارث ہوں گے وہاں ہر احمدی اس دنیا میں بھی ہزاروں مردہ روحوں کو زندگی بخشنے کے سامان کرنے والا ہوگا۔

پس سب سے پہلے دعاؤں پر زور دیتے ہوئے اُسوۂ رسول ﷺ کے مطابق دنیا کی زندگی کے سامان کرنے والا ہر احمدی کو بننا چاہئے۔ اگر ہمارے عمل صحیح ہوں

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں


- میرا سارا کلام تیرے نام (منظوم)
- تعارف سورۃ لقمان
- قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب
- دعاؤں کی قبولیت کے طریق

## فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَدۡ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثۡتُ لِأُتَمِّمَ حُسۡنَ الۡأَخۡلَاقِ۔

حضرت مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

(مؤطا امام مالک)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

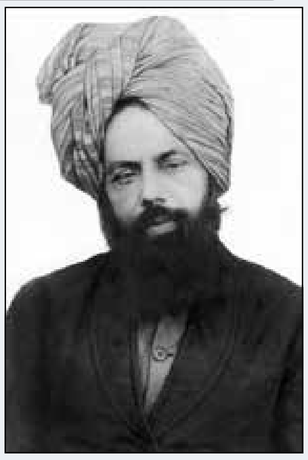

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

’’ہزار ہزار شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے ایسا مذہب ہمیں عطا فرمایا جو خدا دانی اور خدا ترسی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی نظیر کبھی اور کسی زمانہ میں نہیں پائی گئی۔ اور ہزار ہا درود اس نبی معصوم پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے۔ اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریم کے اصحاب پر ہوں جنھوں نے اپنے خونوں سے اِس باغ کی آب پاشی کی‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 25)

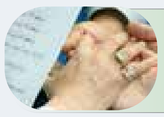

## دربارِ خلافت

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقتداری معجزات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقتداری معجزات کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس درجۂ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں‘‘۔ (اور ایسا مقام پہنچ جاتا ہے جو ایسے معجزات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ بظاہر ممکن نہیں بلکہ بشری طاقتوں سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور انسانی طاقتوں سے باہر ہوتے ہیں) فرمایا کہ ’’جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفّار پر چلائی۔ اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی۔ مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو‘‘۔ (بیشک قانونِ قدرت کے تحت اُس مٹھی کے پیچھے ایک آندھی آئی لیکن وہ مٹھی ہی تھی جس نے وہ آندھی کا سبب پیدا کر دیا) فرمایا ’’اور وہ سب اندھوں کی طرح ہوگئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہوگئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّ شانُہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال: 18) یعنی جب تُو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تُو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ (کیونکہ اُس مٹھی کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طاقت کارفرما تھی) ’’یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا‘‘۔

پھر فرمایا: ’’اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے‘‘ (یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا جو واقعہ آتا ہے) ’’اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اَور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا‘‘۔ (یہ معجزات دکھائے) ’’اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا‘‘۔ (یعنی پیٹ بھر دیا) ’’اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں‘‘ (یعنی نمکین پانی والے کنوئیں میں) ’’اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے‘‘ (آنکھیں باہر آ گئی تھیں، ڈیلا) ’’اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا‘‘۔ (واپس رکھ دیا اور آنکھ اُسی طرح سالم ہوگئی) ’’ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقتِ الٰہی مخلوط تھی‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 66-65)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی آسمانی زندگی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی آسمانی زندگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ فرمایا کہ: ’’باتفاق جمیع کتب الٰہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی ایک قسم کی زندگی اُنہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسروں کو نہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ مجھے قبر میں میّت رہنے نہیں دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھا لے گا‘‘۔ (ازالہٴ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 225)

یہ ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے پڑھا تھا۔ اسی کی تشریح آگے فرما رہے ہیں۔ اس بات بقیہ صفحہ 3 پر

## میرا سارا کلام تیرے نام

میرا جو بھی ہے نام، تیرے نام
میرا ہر اک مقام تیرے نام
میری سب منزلیں، سبھی رستے
ہر قدم، گام گام، تیرے نام
میرا دل، میری جان، میرا بدن
سب ہیں تیرے غلام، تیرے نام
میرے ہجر و وصال، ماہ و سال
گردشِ صبح و شام تیرے نام
خال و خد میرے، میرے دیدہ و دل
جس قدر بھی ہیں جام، تیرے نام
گلشنِ جاں کا میرے ایک اک پھول
ہے بصد احترام تیرے نام
ایک اِک شعر، ایک ایک خیال
میرا سارا کلام تیرے نام
حسن سے تیرے ہو کے بہرہ مند
کریں الفت کو عام تیرے نام
تجھ سے آغاز، تجھ سے ہی انجام
ابتدا، اختتام تیرے نام

(میر انجم پرویز 2007ء۔ دمشق)

مرسلہ: مترجم: وقار احمد بھٹی

# تعارف سورۃ لقمان (31ویں سورۃ)

## (مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 35 آیات ہیں)

## ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

### وقت نزول اور سیاق و سباق

جمہور علماء کے مطابق یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ مکی دور کے وسط میں یا جیسا کہ بعض کے نزدیک نبوت کے چھٹے یا ساتویں سال میں۔ سابقہ سورت الروم اس نوٹ پر ختم ہوئی تھی کہ قرآن کریم ان تعلیمات کا مکمل احاطہ کیے ہوئے ہے جو انسان کی روحانی ترقی سے تعلق رکھتی ہیں۔ مگر کفار کے پاس حق کو پہچاننے والی آنکھیں نہیں ہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ وہ پے در پے نشانات دیکھتے ہیں مگر بار بار یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں اور جھوٹ گھڑتے ہیں۔ موجود سورت کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹے نہ ہیں اور یہ کہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر حکیم اور علیم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ یہ نہایت پر حکمت ہے اور ایک سچے متلاشی حق کو سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ سابقہ سورت میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ اسلام کا مقصد کامیاب و کامران ہوگا اور کفار کو شکست اور ذلت اور رسوائی کا سامنا ہوگا۔ موجودہ سورۃ میں اعلیٰ اخلاقی اصول وضوابط پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر عمل کر کے فرد واحد اور قومیں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتی ہیں اور عظمت اور شان وشوکت حاصل کرسکتی ہیں۔

### مضامین کا خلاصہ

یہ سورۃ اپنے آغاز میں ہی حتمی کامیابی درست عقائد اور صحیح عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے اور ایک عالمگیر ضابطہ اخلاق کو ایک عجمی حکیم حضرت لقمان کی زبانی بیان کرتی ہے۔ جن میں بنیادی خلق توحید کا اقرار ہے اور یہ کہ دیگر تمام اعلیٰ تفکرات اس عقیدہ سے پھوٹتے ہیں۔ دوسرا اصول جو توحید باری تعالیٰ کے بعد آتا ہے وہ انسان کے دوسرے انسان پر حقوق وفرائض (اپنی اہمیت کے لحاظ سے) ہیں جن میں سب سے زیادہ اہم انسان کی اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ ان دونوں بنیادی احکامات کے مابین ایک مسلمان کو سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنے خدا کے سامنے پوری اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ جھکے اور اس اطاعت اور فرمانبرداری میں کسی دوسری وفاداری کو حائل نہ ہونے دے۔ یہاں تک کہ والدین کی اطاعت کو بھی نہیں۔ مگر کسی صورت بھی اسے اجازت نہ ہے کہ وہ اپنے والدین سے حسن اخلاق اور ادب کو ترک کرے۔

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی عملی صورت نماز ادا کرنے اور اس کو حقوق العباد کو بجالانے اور اچھائی پر عمل کرنے اور بدی سے بچنے میں ہے۔ یہ سورۃ مزید بتاتی ہے کہ جب ایک سچا مسلمان حق کے پرچار کے مقدس اور پرمشقت فریضہ کو انجام دیتا ہے اور لوگوں کو تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے تو مشکلات اور مصائب اس کی راہ میں حائل ہوتے ہیں اور اسے اس مخالفت، گالم گلوچ اور ظلم وتعدی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس کو بتایا گیا ہے کہ مخالفت اور ظلم وتعدی، صبر اور حوصلہ سے برداشت کرنی چاہیے۔ جب شدید مخالفت اور ظلم و تعدی سے اس کا حوصلہ پست نہیں ہوتا تو اس اعلیٰ اور مقدس فریضہ کی ادائیگی کے باعث کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اور لوگوں کا ایک جم غفیر اس کے ساتھ اپنی وفا کے عہد باندھتا ہے۔

لوگوں کے سراہنے اور پر جوش تائید کے اس وقت میں اسے اپنے ذہنی سکون کو کھونا نہیں چاہیے اور تکبر اور گھمنڈ والے رویے سے محتاط رہنا چاہیے۔ یہ سورۃ پھر قانون فطرت کی طرف اشارہ کرتی ہے اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ قوانین اسلام کی تائید کرتے ہیں۔ اس کا اختتام اس تنبیہ پر ہوا ہے جو کفار کو کی گئی ہے کہ ایسا وقت آنے کو ہے کہ ان کی دولت اور جاہ وجلال اور طاقت اور مرتبت ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ یہاں تک کہ ان کی اولادیں اسلام قبول کریں گی اور اس کی تائید میں اپنی دولت خرچ کریں گی۔

---

### بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''یعنی مَیں اس مدت کے اندر اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا''۔ (اب یہ آپؑ فرما رہے ہیں لیکن کوئی مسلمان نہیں کہتا کہ آپؑ جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اب دیکھنا چاہئے کہ ہمارے سیّد ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں زندہ ہوجانے اور پھر آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی نسبت مسیح کے اُٹھائے جانے میں کونسی زیادتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی حیات حضرت موسیٰ کی حیات سے بھی درجہ میں کمتر ہے۔ اور اعتقاد صحیح جس پر اتفاق سلف صالح کا ہے اور نیز معراج کی حدیث بھی اس کی شاہد ناطق ہے، یہی ہے کہ انبیاء بحیات جسمی مشابہ بحیات جسمی دنیاوی زندہ ہیں''۔ (یعنی اس کی اس طرح، اس لحاظ سے مشابہت ہے لیکن عملاً اس طرح نہیں ہوتا)۔ پھر فرمایا ''اور شہداء کی نسبت اُن کی زندگی اکمل واَقویٰ ہے''۔ (اب شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں۔ لیکن انبیاء اُن سے بہت بڑھ کر ہیں) ''اور سب سے زیادہ اَکمل واَقویٰ واَشرف زندگی ہمارے سیّد ومولیٰ فدائٗ لہٗ نفسی واَبی واُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت مسیح تو صرف دوسرے آسمان میں اپنے خالہ زاد بھائی اور نیز اپنے مرشد حضرت یحییٰ کے ساتھ مقیم ہیں لیکن ہمارے سیّد ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبہٗ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اور اُمّت کے سلام وصلوات برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْثَرَ مِمَّا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَآئِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔'' (ازالہٗ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 226 حاشیہ) یہ بھی ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔

(خطبہ جمعہ یکم فروری 2013ء)

### بقیہ: فرمان خلیفہٗ وقت...... از صفحہ 1

گے ہم اس اسوہ پر چلنے والے ہوں گے تبھی ہم اپنی زندگی کے سامان کے ساتھ ساتھ دنیا والوں کی زندگی کے بھی سامان کر رہے ہوں گے۔ اس اسوہ پر چلتے ہوئے جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمارے لئے چھوڑا ہمیں اپنی عبادتوں کے بھی معیار قائم کرنے ہوں گے۔

آپؐ نے عبادتوں کے کیا معیار قائم فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، حضرت عائشہؓ کے حوالے سے یہ بتا دوں کہ مَیں نے ایک کتاب کا جو ذکر کیا اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی ذات کے حوالے سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر گند اچھالنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ بہرحال حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہتی ہیں کہ عورت ذات ہونے کی وجہ سے ٹھیک ہے کہ آپ کو ایک محبت اور پیار تھا لیکن آپؐ کا اصل محبوب کون تھا، حقیقی محبوب کون تھا۔ یہ بتاتے ہوئے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میرے ہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی باری تھی اور یہ باری نویں دن آیا کرتی تھی۔ بہرحال کہتی ہیں کہ میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ آپؐ بستر پر نہیں ہیں۔ مَیں گھبرا کر باہر صحن میں نکلی تو دیکھا کہ حضورؐ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ اے میرے پروردگار! میری روح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب الصلاۃ باب ما یقول فی رکوعہ وسجودہ جلد 2 صفحہ 259 دار الکتب العلمیۃ بیروت) تو یہ ہے حقیقی محبوب کے سامنے اظہار اور یہ ہے جواب ان لوگوں کے لئے جو آپؐ کی ذات پر بیہودہ الزام لگاتے ہیں۔ پھر آپ اپنی سونے کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی یاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری دونوں آنکھیں تو بے شک سوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ باللیل فی رمضان حدیث نمبر ۱۱۴۷)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق

# قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب

## (قسط نمبر 2)

اللہ تعالیٰ سورۂ نحل کے پہلے رکوع میں انسانوں پر اپنے ہر قسم کے دینی و دنیوی انعامات گناتا ہوا مویشیوں اور پالتو چارپایوں کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ لوگو! تم نے غور نہیں کیا کہ یہ مویشی اور چارپائے تمہارے لئے کس قدر نعمتِ عظمیٰ ہیں؟ اور ان کا وجود تمہارے لئے کس قدر مفید اور نافع ہے؟ دیکھو کسی جانور پر تم سوار ہو کر قطع مسافت کی مشقتوں سے بچتے ہو اور کسی کا گوشت کھا کر بھوک کی سختی سے نجات پاتے ہو اور کسی کا دودھ پی کر اپنی زندگی قائم رکھتے ہو۔ اور کسی کے چمڑے کے لباس سے سردی اور گرمی سے محفوظ رہتے ہو۔ غرض چارپایوں کے بہت سے مادی فائدے گنا کر پھر ان کے ذہنی فائدہ کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے:۔

وَلَکُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ۝ (النحل:7)

اور تمہارے لئے اُن (مویشیوں) میں زینت ہے جب تم انہیں شام کو پھرا کر واپس لاتے ہو اور جب تم انہیں صبح کو چرانے کیلئے لے جاتے ہو۔

یعنی تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے مویشی جب جنگل سے چَر کر واپس آتے ہیں یا چَرنے کے لئے جنگلوں، میدانوں اور کھیتوں میں صبح کے وقت جاتے ہیں تو تم انہیں دیکھ دیکھ کر پھولے نہیں سماتے اور اپنے ہم جنسوں میں بیٹھے فخر کرتے ہو کہ ہم اتنے مویشیوں کے مالک ہیں۔ تم کبھی اپنے ناگوری بیلوں کے قد اور سینگوں کی سنگوٹیوں کو دیکھ کر خوشی سے جھومتے ہو۔ اور کبھی اپنے تیز رفتار عربی نسل کے گھوڑوں کی مستانہ چال کو دیکھ کر مست ہوئے جاتے ہو۔ اور حضرت سلیمانؑ کی طرح نوکروں چاکروں کے ہوتے ہوئے خود کھر کھرا لے کر کھڑے ہو جاتے ہو اور کبھی اپنے بھورے رنگ کی دودھیل بھینسوں کو آتے جاتے دیکھ کر تم میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور کبھی اپنی بکریوں کے ریوڑ پر نظر کر کے اپنی مالی حیثیت کا جائزہ لینے لگتے ہو۔ مگر کبھی تم نے یہ سوچنے کی تکلیف بھی گوارا کی ہے کہ یہ جانور تم کو کس نے دیئے؟ اور یہ مال کہاں سے آیا؟ اور یہ چلتی پھرتی منقولہ جائیدادیں کس کا عطیہ ہیں؟ سنو یہ سب کچھ اللہ کا عطیہ، اس کی موہبت اور اس کی بخشش ہے۔

پس جہاں تم ان جانوروں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہو وہاں ان جانوروں کے پیدا کرنے والے کا شکر بھی ادا کرو۔

یہ ہے اصل مضمون جو اس رکوع میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ترتیب طبعی کو کیوں چھوڑ دیا؟ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ چارپائے اور مویشی پہلے صبح کو چَرنے کے لئے جنگل میں جاتے ہیں اور پھر شام کو واپس آتے ہیں۔ اس لئے بظاہر اس آیت کے الفاظ یوں ہونے چاہئے تھے:۔ وَلَکُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ وَحِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ یعنی تمہارے مویشی تمہارے لئے موجب زیبائش ہیں۔ جبکہ تم انہیں صبح کو چرانے کے لئے لے جاتے ہو اور جب انہیں شام کو چرا کر واپس لاتے ہو۔ مگر قرآن مجید نے ترتیب طبعی کو چھوڑ کر یوں فرمایا ہے۔

وَلَکُمۡ فِیۡهَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ۝ (النحل:7)

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں چوپایوں کی شام کی واپسی کا ذکر پہلے کرتا ہے اور صبح کی روانگی کا بعد میں۔ اس لئے اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی حکمت، مصلحت اور خوبی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ترتیب طبعی کی بجائے دوسری ترتیب اختیار فرمائی۔ اس سوال پر غور کرنے سے مجھے موجودہ ترتیب کی جو حکمتیں اور مصلحتیں معلوم ہوئیں وہ میں لکھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں کہ یہاں پر خدا تعالیٰ کا مقصد لوگوں کو یہ بتانا نہیں کہ جانور صبح کو چَرنے جاتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے اور ایک بچہ بھی اسے جانتا ہے۔ بلکہ جانوروں کو بھی معلوم ہے۔ تبھی وہ صبح کو جاتے اور شام کو خود بھاگ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور الٰہی کتاب کو اس سے غرض ہی کیا کہ وہ لوگوں کو یہ بتاتی پھرے کہ صبح کو چوپایوں کی روانگی ہوتی ہے اور شام کو واپسی۔ بلکہ یہاں پر حق سبحانہ، تعالیٰ اپنا ایک احسان جتا کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بجائے فخر کے میرا شکر بجالاؤ اور بجائے اِترانے کے میری جناب میں جھک جاؤ۔ اور ہر وقت میری مہربانیوں کے گُن گاؤ کہ میں نے تمہیں گھوڑے، گدھے، خچر، گائے، بھینسیں اور بکریوں کے ریوڑ دیئے کہ علاوہ بہت سے مادی فائدوں کے تم اپنے ہم جنسوں میں ان کی وجہ سے فخر، خوشی اور سرور محسوس اور ظاہر کرتے ہو۔ اور یہ جانور تمہارے لئے جمال یعنی زیبائش کا موجب ہیں۔ پس اس سوال کو حل کرنے کے لئے اس آیت میں لفظ جمال کو بطور کنجی کے سمجھو تو صاف معلوم ہو گا کہ جو ترتیب اختیار کیا گئی ہے وہ جمال یعنی زیب و زینت کے لحاظ سے واقعی سچی اور پوری طرح حقیقی اور درست ترتیب ہے۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں:۔

### وجہ اوّل

پہلی وجہ یہ ہے کہ صبح کے وقت بے شک جب کسی زمیندار کے مویشی چرنے کے لئے باہر جاتے ہیں تو وہ انہیں دیکھ کر خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ صبح کو جانور اکٹھے ہو کر باہر نہیں جاتے بلکہ ہر گھر سے الگ الگ روانہ ہو کر کھیتوں، چراگاہوں اور جنگلوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن شام کو سارے گاؤں کے مویشی مل کر سینکڑوں کی تعداد میں گاؤں کی طرف آتے ہیں اور جو نظارہ مویشیوں کے اجتماع کا شام کو واپسی کے وقت ہوتا ہے وہ صبح کو روانگی کے وقت نہیں ہوتا۔ اور جو فخر ایک زمیندار کو اپنے مویشیوں پر اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس کے مویشی دوسرے سینکڑوں مویشیوں میں کھڑے ہو کر اپنے قد، اپنی مضبوطی، اپنے رنگ، اپنی چال اور اپنی مخصوص رفتار میں ممتاز نظر آتے ہیں وہ اُس فخر سے ہزاروں گُنے زیادہ ہوتا ہے جو کہ صبح کے وقت بغیر مقابلہ کے محض اپنے مویشیوں کو دیکھ کر کسی زمیندار کو ہوسکتا ہے۔ پس جمال کے لحاظ سے مویشیوں کا مالک صبح کی نسبت شام کو زیادہ خوش اور مسرور ہوتا ہے۔ اور گو مقابلہ کا یہ فخر ان زمینداروں سے مخصوص ہے جن کے مویشی دوسروں سے اچھے اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ مگر خود بحیثیت مجموعی بھی ہر گاؤں اپنے مویشیوں کی زینت اور زیبائش کے لحاظ سے بجائے صبح کے شام کو زیادہ نمایاں اور ممتاز ہوتا ہے۔ کیونکہ صبح کو وہ اجتماع مویشیوں کا کبھی نہیں ہوتا جو شام کو ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح گو لوگ صبح کو بھی سیر کو جاتے ہیں مگر بہت کم۔ ہاں شام کو امراء اور متوسط درجہ کے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر اور شکرموں اور فٹنوں میں بیٹھ کر ہوا خوری کے لئے شام ہی کو نکلتے ہیں اور ان کی زیبائش کی نمائش شام ہی کو قائم ہوتی ہے۔

### وجہ ثانی

دوسری وجہ یہ ہے کہ صبح کو مویشی عموماً خالی پیٹ جنگلوں، میدانوں اور کھیتوں کو جاتے ہیں۔ نیز دودھ دینے والی گائے اور بھینسیں خالی تھنوں سے روانہ ہوتی ہیں لیکن شام کو چَر چُگ کر اور خوب سیر ہو کر واپس آتی ہیں اس لئے رنگ و روپ نکھرنا اور پیٹ اور پسلیوں کا پھولا ہونا اور ان کی جسامت کا نمایاں ہونا اور تھنوں کا دودھ سے بھر جانا جو اپنی بہار شام کو دکھاتا ہے وہ صبح کو کہاں؟

پس جمال کے لحاظ سے مویشیوں کی زیبائش شام کو زیادہ محسوس ومشہود ہے بہ نسبت صبح کے اس لئے ہمارے حکیم خدا کی حکیم کتاب نے جانوروں کی شام کی واپسی کا پہلے ذکر فرمایا۔ کیونکہ وہ جمال کے لحاظ سے اوّل درجہ پر ہوتی ہے اور صبح کی روانگی کا بعد میں۔ کیونکہ وہ زیبائش کے لحاظ سے دوم درجہ پر ہے۔ پس منجملہ اور بہت سی وجوہ کے جو ہمیں معلوم نہیں یہ دو وجہیں ایسی ہیں جن کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ترتیب طبعی کو چھوڑ کر واپسی کے ذکر کو روانگی کے ذکر سے پہلے رکھا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان 14 اکتوبر 1936)

# دعاؤں کی قبولیت کے طریق

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب مرحوم کا یہ مضمون تشحیذ الاذہان مئی 1917ء میں شائع ہوا تھا جو قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ دعاؤں کی قبولیت کے طریقوں پر ایک مضمون لکھوں۔ میں نے ایک کاغذ پر کچھ باتیں جمع کیں۔اب میں لکھتا ہوں جو میں مختلف کتابوں کے مطالعہ سے جمع کرسکا یا میرے اپنے فہم اور تجربہ میں آیا۔ پہلے مجھے وہ اسباب لکھنے چاہئیں جن سے دعاؤں کی قبولیت میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔

## دعا کی قبولیت میں روک پیدا کر دینے والی چیزیں

1۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص سفر دراز کرتا ہے اس کے بال پریشان اور کپڑے گرد آلود ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے یا ربّ، یا ربّ کر رہا ہے مگر اسکا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے اور پوشاک حرام ہے۔ پس کیونکر اس کی دعا قبول کی جائے ؟معلوم ہوا کہ خوراک پوشاک حرام ہونا بھی مانع استجابت دعا ہے۔

2۔مصیبت جس حکم الٰہی کی عدم تعمیل کی وجہ سے ہے اسے نہ چھوڑنا اور دعا کرتے جانا کہ یہ مصیبت دور ہو۔مثلاً (الف) ایک شخص دیدہ ودانستہ ایک ویرانے میں اترتا ہے جس کی مضرتوں سے آگاہ ہے (ب) مسافر ہے اور سرراہ اتر کر قیام کرتا ہے۔(ج) جانور کو کھلا چھوڑتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے روک دے۔(د) کسی سے مالی معاملہ کرتا ہے اور گواہ نہیں رکھتا۔(ہ) سفیہ کو مال سپرد کرتا ہے پھر ان باتوں سے جو نقصان عائد ہوتے ہیں، ان سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا ہے تو حدیث میں آیا ہے کہ قبول نہ ہوگی۔ غلطی سے یا مجبوری سے ایسا ہوجائے یا انسان سچے دل سے تائب ہو تو یہ باتیں قبولیت دعا میں مانع ہیں۔(و) ایسا ہی باوجود تہیّہ اسباب محض کسل یا تکبّر کی وجہ سے اسباب سے کام نہ لینا اور فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ (الجمعہ:11) کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتے ہوئے دعا کئے جانا کہ مجھے رزق واسع ملے (ز) ایسی جگہ بغیر خاص مجبوریوں یا حکم مطاع کے رہنا جہاں دین کے بارے میں خطرہ ہے اور پھر یہ دعا کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھاؤں بقولہ تعالیٰ اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوۡا فِیۡھَا (النساء:98) (ح) جوا کھیلنے ،چوری کرنے ،جھوٹ بولنے ،بے نماز رہنے کی عادت چھوڑنے کے متعلق خود کچھ کوشش نہ کرنا اور دعا کی استدعا۔ یہ سب ایسی صورتیں ہیں کہ قبولیت دعا میں روک ہوسکتی ہیں۔ پہلے ازالہ سبب ضروری ہے اور اگر ازالہ سبب کی توفیق نہ پائے تو پھر اس توفیق کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ہمارے حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے اگر دعا کی توفیق نہ ملے تو میں تو یہی کہوں گا کہ پہلے اس توفیق کے پانے کے لئے بھی دعا ہی کرنی چاہئے کہ الٰہی مجھے دعا کی توفیق دے۔

3۔ حدیث میں ہے کہ اگر تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ دوگے تو تم پر ظالم مسلّط ہوں گے اور پھر جو تمہارے نیک بھی دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود کہتے ہوئے بِلااُس حالت کے، جس کا ذکر حدیث کل ذی رای رایۃ میں ہے، عمل بالمعروف چھوڑ دیتے ہیں ان کی دعاؤں کی قبولیت میں بھی ان کا یہ فعل روک ہوجاتا ہے اور وہ خود بھی باوجود اس کے کہ خود وہ مصیبت لانے والا کام نہیں کرتے اس بلا میں جو بدوں کے لئے نازل ہوتی ہے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ نہی عن المنکر کرتے تو بچے رہتے جیسا کہ یہود کے متعلق قرآن مجید سورۃ االاعراف میں ہے فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُکِّرُوۡا بِہٖۤ اَنۡجَیۡنَا الَّذِیۡنَ یَنۡھَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَ اَخَذۡنَا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا بِعَذَابٍۭ بَئِیۡسٍۭ بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ (اعراف:166)

4۔خدا تعالےٰ کے مامور جن مقاصد کے لئے آتے ہیں ان کے خلاف دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور جس کی خدا تعالےٰ وجاہت قائم کرنا چاہے اس کی ذلّت کی دعائیں بھی مسترد ہوں گی وَمَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ (الرعد:15) ایسا ہی بنی اسرائیل کا واقعہ کہ جن ہتھیاروں سے انہوں نے بابلیوں کے خلاف کامیابی حاصل کی انہی ہتھیاروں سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے خلاف کام لینے لگے۔

ایسا ہی وہ حادثہ یا واقعہ جس کی نسبت کسی نبی کی پیشگوئی موجود ہو۔ اب اس کے لئے یہ دعا ہو رہی ہے کہ یہ بات پوری ہی نہ ہو۔ یہ ٹھیک نہیں البتّہ اسکے نتائج سے محفوظ رہنے کے لئے دعا بے شک کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ مثلاً عذاب کی پیشگوئی ہے اور یہ توبہ استغفار انابت الی اللہ نہ کرے کیونکہ عذاب تو ایذا رساں نافرمانوں کے لئے ہے۔

5۔ دعا کی قبولیت میں یہ بھی روک ہے کہ انسان ایسے کام کرے یا ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے جس سے جناب الٰہی سے دوری ہوتی جائے۔

## وہ باتیں جن کے لئے دعا کرنا منع ہے

1۔یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم مالم یستعجل۔ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔

2۔ کوئی لغو اور بے فائدہ دعا نہ کرے کہ مومن کی شان ہے وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (مومنون: 4) مثلاً ایسے امور کے لئے جن کا نہ دین میں کچھ فائدہ ہے نہ دنیا میں یا جو بطور تحصیل حاصل ہوں یا برنگ استہزاء۔

3۔ اللہ سے کوئی حقیر چیز نہ مانگے کہ یہ بھی اس عالی جناب کی بے ادبی ہے۔ ہمارے صوفیاء ایک طرف دنیا کے بارے میں مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ارشاد الٰہی سن کر اسے بھی حقیر سمجھتے ہیں دوسری طرف جوتی کا تسمہ اور ہانڈی کا نمک بھی خدا ہی سے مانگنے کی تحریک کرتے ہیں اپنے اپنے مقام پر دونوں باتیں درست ہیں۔

4۔ ایک حدیث میں ہے کہ لَا تَدۡعُوا عَلَی أَنۡفُسِکُمۡ، وَلَا تَدۡعُوا عَلَی أَوۡلَادِکُمۡ، وَلَا تَدۡعُوا عَلَی أَمۡوَالِکُمۡ۔ اپنی جان پر، اپنی اولاد پر، اپنے اموال پر، بددعا نہ کرو۔ ایک حدیث میں ہے اپنے خدّام پر بھی۔

5۔ کسی گناہ کے لئے دعا نہ کرے مثلاً یہ کہ فلاں مال جو کسی دوسرے کا حق ہے مجھے مل جائے یا کسی دوسرے کے تعلقات زوجیت میں خلل اندازی۔

6۔ بلا اور مشکلات سے گھبرا کر اپنی موت کی دعا نہ کرے بلکہ یوں دعا کرنی چاہئے کہ اللھم احیینی ما کانت الحیوٰۃ خیرا و توفنی اذا کانت الوفاۃ خیراً لی۔

7۔ کسی مسلمان کے حق میں یہ دعا نہ ہو کہ وہ کافر ہوجائے یا خدا اسے خوار کرے سچے مسلمان پر اسکا نام لے کر لعنت کرنا بھی منع ہے۔

8۔ اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ (الاعراف:56) سے ظاہر ہے کہ دعا میں اعتداء بھی منع ہے اعتداء کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں مثلاً دعا میں قافیہ بندی اور سجع۔ لوگوں کو کوسنے دینے اور خلاف شریعت امور کے لئے۔

9۔نزول بلا سے پہلے صبر کی دعا بھی نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح پر دعا کا یہ مطلب ہے کہ گویا وہ بلا کو خود طلب کرتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ وسمع النبی ﷺ رجلاً وھو یقول اللھم انی اسئلك الصبر فقال سالت اللہ البلاء فسئلہ العافیۃ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ)

10۔ جو بحالت کفر و شرک مرے اس کے لئے مغفرت کی دعا منع ہے بقولہ تعالیٰ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اُولِیۡ قُرۡبٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمۡ اَنَّھُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ (التوبہ:113)

11۔ ایسی دعا بھی منع ہے جس سے تمام آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کی تکذیب لازم آئے۔

12۔یوں دعا نہ کرے کہ اللھم اغفرلی ان شئت۔ ارحمنی ان شئت۔ ارزقنی ان شئت ( بخش دے اگر تو چاہے۔رحم کر اگر تو چاہے۔رزق دے اگر تو چاہے) کیونکہ خدا تعالےٰ کی ذات غایت استغنا میں ہے اور بندہ بہرحال محتاج ،اس طرح تو بے پروائی پائی جاتی ہے۔

## دعا کو عبادت سمجھ کر کرے

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دعا کو عبادت سمجھ کر کرے کیونکہ اگر صرف اسی لئے کرے گا کہ میرا مطلب حاصل ہو جائے تو خودغرضی پیدا ہوگی۔ اور طبیعت میں خلوص نہ رہے گا۔ قال رسول اللہ ﷺ الدعاء ھو العبادۃ ثم قرا و قال ربکم ادعونی استجب لکم (۲) قال رسول اللہ ﷺ الدعاء مخ العبادۃ (دعا عبادت کا گُودہ ہے) (۳) قال رسول اللہ ﷺ لیس اکرم علی اللہ من الدعاء۔ دعا سب سے بزرگ قدر شے اللہ کے نزدیک ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ

## دعا سے کبھی غافل نہ ہو

بعض لوگ صرف کسی مصیبت یا مشکل کے وقت دعا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حالانکہ انسان ایک ایک لمحہ میں مولا کریم کے فضل کا محتاج ہے حدیث میں ہے ۔ قال رسول اللہ ﷺ ان الدعاء ینفع مما نزل و مما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء (رواہ الترمذی) فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ دعا اس چیز سے نفع کرتی ہے جو اتری اور جو نہیں اتری اس سے بھی۔ پس اللہ کے بندو! تم دعا میں لگے رہو۔ پس دعا بہرحال مفید ہے۔ اگر حادثہ نازل ہوچکا ہے تو اس میں تخفیف ہوگی اور اگر نازل نہیں ہوا تو دعا اسے مضمحل کر دے گی۔ دعا نہ کرنا تو موجب غضب الٰہی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من لم یسال اللہ یغضب علیہ۔

## دعا کے اوقات

یوں تو جس وقت بھی دعا کی جائے اچھی ہے مگر بعض اوقات قبولیت کے ہیں۔سب سے پہلے تو وہ اوقات ہیں جو خدا تعالےٰ نے نمازوں کے مقرر فرمائے ہیں۔ یہ وہ اوقات ہیں جن میں خدا تعالےٰ نے اپنے بندے کو اپنی بارگاہ عالی میں حاضر ہو کر عرض معروض کرنیکا موقعہ دیا ہے یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ پس نمازوں میں اپنی زبان میں دعائیں کرنی چاہئیں علاوہ ازیں یہ اوقات احادیث سے معلوم ہوئے ہیں۔

(۱) عرفہ کا روز ۔حضرت خلیفہ اوّلؓ کا معمول تھا کہ حج والے دن ظہر کے بعد لوگوں سے فرماتے کہ سب بیٹھ کر دعائیں کرو تا تمہاری دعائیں میدان عرفات میں دعائیں کرنے والوں کے ساتھ مل کر قبول ہو جائیں۔ (۲) رمضان کا مہینہ (۳) جمعہ کا روز۔ اس میں ایک ساعت ہے جس کی نسبت مختلف اقوال ہیں۔ کوئی وہ وقت بتاتا ہے جب خطیب دو خطبوں کے درمیان بیٹھتا ہے کوئی غروب آفتاب سے کچھ پہلے (۴) ہر رات جب

تہائی پچھلی رات رہتی ہے اور خدا تعالےٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں قبول کروں؟۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الذاریات:19) سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے۔ (۵) تکبیر فرض نماز کے وقت (۶) مینہ برسنے کے وقت (۷) جب فوجیں خدا کی راہ میں بھڑیں یا میدان کارزار خوب گرم ہو (۸) مسجد جاتے ہوئے (۹) اذان کے وقت (۱۰) عین زوال سورج پر کہ ان وقتوں میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں (۱۱) اذان اور اقامت کے درمیان (۱۲) رات جس وقت سوتے سے آنکھ کھل جائے (۱۳) قرآن مجید خود پڑھ کر یا سن کر (۱۴) جب مومن کی جان نکلنے لگے کہ وہ وقت رقت اور نزول ملائکہ رحمت کا ہے (۱۵) جب خدا اور اس کے رسول کے ذکر کی کوئی محفل قائم ہو (۱۶) سجدے میں (۱۷) روزہ کھولنے کے وقت (۱۸) جب قلب میں رقت پیدا ہو اور طبیعت میں اضطرار و اضطراب۔

## وہ مکانات جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں

مکانات کی کوئی خصوصیت تو نہیں بلکہ جہاں حضور قلب میسر آئے اور روح آستانہ الوہیت پر گر پڑے وہی مقام قبولیت کا ہے لیکن تاہم بزرگوں نے لکھا ہے اور میرے تجربہ میں بھی آیا ہے کہ جو مقام خدا تعالےٰ کی طرف سے مقدس و بابرکت قرار دئے گئے ہیں وہاں دعائیں بیشتر اور جلد قبول ہوتی ہیں (۱) خانہ کعبہ (۲) میدان عرفات (۳) اور روضہ رسول کا تو کیا کہنا وہاں جانا تو قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ ہندستان میں خدا تعالےٰ نے ہمیں محض اپنے فضل سے کئی موقعے دئے ہیں۔ (۱) مسجد مبارک خصوصاً اس کا وہ حصہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نماز پڑھتے تھے۔ میں 1905ء میں پہلے پہل قادیان آیا تو میں نے یہ جگہ دعا کے لئے ذہن میں رکھی۔ میں اس ذوق، اس رقت، اس حضور قلب کو ابھی تک کہ بارہ برس گزر چکے ہیں، نہیں بھولا جو مجھے اس مقام پر میسر آئی اور اس پر لطف یہ کہ پورے دو گھنٹے تنہائی رہی۔ ورنہ ایسی صورت بھی کم ہی ہوتی ہے۔ میں نے تین دعائیں کیں اور تینوں ہی قبول ہوگئیں۔ بظاہر حالات وہ کام بہت مشکل بلکہ محال معلوم ہوتے تھے۔ ہاں مجھے یہ افسوس ہے کہ میری معرفت ان دنوں میں کم تھی اس لئے میں نے جو مانگا خود ہی محدود کر کے مانگا۔ (۲) مقبرہ بہشتی کہ اس کے حق میں ہے انزل فیھا کل رحمۃ خصوصاً اس زمین کا وہ مقدس حصہ جس میں جسم مطہر سیدنا جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء مدفون ہے۔ اکثر اوقات میں وہاں محسوس کرتا ہوں کہ جیسے موسلا دھار مینہ برستا ہے اس طرح انوار رحمت برستے ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں ایک صاحب ہیں جو دعائیں کرنے میں بہت مشہور ہیں حتی کہ بعض دوست انہیں دعائیں کرنے کے لئے اپنے ہاں لے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ سخت ابتلاء میں آئے۔ بہت ہی دعائیں کیں اور کرائیں۔ آخر ایک روز مجھے ملے اور کہنے لگے کہ کوئی گر قبولیت دعا کا بتا دو جو تمہارے تجربہ میں آیا ہو۔ میں نے کہا آپ ایسے وقت کہ کوئی نہ ہو روضہ مطہرہ مسیح موعودؑ پر کھڑے ہو کر اپنے مولیٰ کریم سے دعا کریں اور یہ وہم بھی نہ آنے دیں کہ حضرت صاحب دعائیں سنتے یا قبول کرتے یا سفارش کرتے ہیں بلکہ آپ صرف یہ سمجھیں کہ یہ جگہ ایسی ہے جہاں پیہم رحمت الٰہی کے بادل برستے ہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ دعا قبول ہوئی (۳) بیت الذکر حضرت اقدس کا مگر وہاں بیرونی آدمی کو موقعہ ملنا دشوار ہے کیونکہ وہ گھر کے اندر ہے (۴) کسی خدا کے ولی یا عالم باعمل کی صحبت میں کہ ھم القوم الجلساء لا یشقی جلیسھم (مشکوٰۃ) (۵) جہاں ایک دو بار دعا قبول ہو چکی ہو بعض بزرگ تو وہ مصلّی ہی محفوظ رکھتے چلے آتے ہیں (۶) جہاں خدا کے کسی فضل کا نظارہ دیکھے مثلاً جب حضرت زکریاؑ نے بی بی مریم علیہا السلام کے پاس پھل دیکھے تو وہاں اپنے فرزند کے لئے دعا کی۔ کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یامریم انی لکِ ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذرّیۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء (آل عمران:39-38) (۷) جہاں چالیس مومن جمع ہوں کیونکہ خدا ان کی مجموعی استدعا کو رد نہیں فرمائیگا۔ (۸) اسی پر قیاس کرتے ہوئے جلسہ سالانہ دسمبر۔ مسافر کی دعا تو یوں بھی قبول ہوتی ہے جو خدا کے لئے سفر میں ہوں اور پھر ہزاروں کی تعداد میں جمع، کیا ان کی دعائیں مسترد ہوں گی مجھے اپنے مولےٰ پر ایسی امید نہیں (۹) جنگل میں جہاں چاروں طرف سناٹا ہو (۱۰) اور ایک میرا اپنا ذوق ہے کہ جہاں شور وشغب ہو اور لوگ دنیا میں مشغول ہوں وہاں دعا کرے کہ الٰہی یہ وہ مقام ہے جہاں کوئی زبان تیرا ذکر نہیں کر رہی۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ میں تیری جناب میں گرتا ہوں۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ کوئی تیرہ چودہ برس ہوئے ایک دفعہ میں ایک شہر میں گیا۔ عجب حالات میں گیا اور میرے ساتھی بھی ایسے کہ شاید عید والے دن بھی سربسجود ہوئے ہوں، وہاں ایک ہندو کے مکان پر اترے۔ ایک بہت بڑی تقریب تھی جس کو دیکھنے کے لئے پھر عمر بھر کسی کو موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس مکان کا مالک یہ جلوس دیکھنے نہیں جائے گا محض اسلئے کہ وہ اس کی پوجا کا وقت ہے جو وہ ایک بت کی اس وقت کرتا ہے اور اس سے پہلے کسی غیر کا منہ دیکھنا حرام سمجھتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کبھی اس مکان میں بھی کسی نے نماز پڑھی ہوگی؟ بتایا گیا کہ اغلباً ہرگز نہیں، میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا۔ وضو کر کے (اس پانی سے جو ایک کوزے میں قریباً بیس گھنٹے سے میں نے محفوظ رکھا تھا کیونکہ پانی نہ ملتا تھا) سربسجود ہوا اور دعا کی کہ الٰہی میں نے سنا ہے کہ یہاں کوئی سر تیرے حضور میں نہیں گرا۔ میں تیرا عاجز بندہ اپنا سر تیرے آستانہ پر رکھتا ہوں اور خالص تجھ ہی کو پکارتا ہوں۔ ایک دعا کی جو قبول ہوئی۔

## آداب الدّعا

اس کے بعد میں دعا کے طریقے لکھتا ہوں جن کا لحاظ دعا میں کرنا چاہئے۔

1۔ دعا میں صدق نیت ہو۔ اللہ تعالےٰ سے جو دعا بھی کی جائے اس کا دینی او رو ہ پہلو جو خدا کے حضور پسندیدہ ہو، پیش کرنا چاہئے۔ اس طرح پر ثواب بھی ہوگا اور دنیوی مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔ ایک صحابی نے اپنے مکان کی دیوار میں کھڑکی رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو سادگی سے عرض کیا کہ ہوا اور روشنی کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کیوں نہیں کہتے کہ اذان کی آواز سننے کے لئے۔ اس طرح وہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا اور ثواب بھی بیشتر ہوگا۔ اکثر لوگ حصول اولاد کے لئے دعائیں کرتے ہیں مگر حضرت زکریاؑ ان الفاظ میں اپنے مولیٰ کو پکارتے ہیں۔ وانی خفت الموالی من ورآءی وکانت امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا۔ (مریم:7-6) یعنی مجھے فرزند عطا ہو تو وہ امر نبوت میں میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور وہ تیرا برگزیدہ ہو۔ اب دیکھئے اس دعا کی قبولیت پر وہ مطالب بھی حاصل ہیں جو لوگوں کے زیر نظر ہوتے ہیں۔

2۔ دعا میں عزم ہو۔ جو دعا کی جائے وہ اس یقین کے ساتھ کی جائے کہ میرا مولیٰ اس کے دینے پر قادر ہے اور خود بھی ہمہ تن اس کے لئے کوشاں ہو۔ گویا ہر موئے تن زبان بن کر وہی چیز مانگ رہا ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفرلی ان شئت ولکن لیعزم ولیعظم الرغبۃ۔ فان اللہ لا یتعاظمہ شیئی اعطاہ (رواہ مسلم) جب کوئی تم میں سے دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! مجھے بخشدے اگر تو چاہے بلکہ یقین کے ساتھ عزم سے طلب کرے اور بڑی رغبت اور نہایت الحاح کرے کیونکہ اللہ کے نزدیک بندہ کا سوال عطا کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔

3۔ دعا میں جلد بازی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلم کوئی دعا نہیں کرتا، مگر وہ قبول ہوتی ہے جب تک استعجال سے کام نہ لے صحابہ نے عرض کیا استعجال کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ دعا کرنے والا کہے میں نے بہت دعا کی بہت دعا کی، مگر قبول نہیں ہوئی اور پھر تھک کر بیٹھ جائے اور دعا کرنی ہی چھوڑ دے۔ قیل یارسول اللہ ما الاستعجال قال یقول قد دعوت وقد دعوت فلم اریستجاب لی فیستحسر عند ذلک ویدع الدعاء۔ رواہ مسلم

جلد بازوں کو واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اسم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلث وما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یدخرھا لہ فی الاخرۃ واما ان یصرف عنہ عن السوء مثلھا (مشکوٰۃ) کہ مسلم کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحم کے متعلق نہ ہو۔ تین باتوں سے ایک ضرور ہوتی ہے یا تو جو کچھ مانگتا ہے وہی دے دیا جاتا ہے یا آخرت میں اس کا اجر مقدر ہوتا ہے یا اس مصیبت و بلا کے عوض میں کوئی اور مصیبت ٹل جاتی ہے۔

4۔ آرام کی حالت میں دعا کرو تا تکلیف میں بھی قبول ہو۔ میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ صرف اسی وقت دعائیں کرنا جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں ٹھیک نہیں۔ بلکہ فراخی اور آرام میں زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ وہ مصیبت کے وقت بھی کام آئیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من سرّہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء فی الرخاء (رواہ الترمذی) جس شخص کو یہ پسند ہے کہ خدا اس کی آڑے وقتوں میں سن لے اسے چاہئے کہ وہ آرام کی حالت میں بہت دعائیں کرے۔

5۔ دعا کے وقت چست و ہوشیار ہو۔ جب خدا سے دعا کرنے لگو تو غافل دل کے ساتھ نہیں کہ زبان پر دعائیہ کلمے ہوں اور دل کہیں اور لگا ہوا ہو۔ بلکہ چاہئے کہ نہ صرف اپنے ہر جوڑ وعضو سے بلکہ اپنی تمام روح وقوت سے مولا کریم کے حضور میں استقبال ہو۔ اور وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (المزمل:9) کا رنگ ہو۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ ادعوا اللہ و انتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہ یعنی دعا کرو اللہ سے بحالیکہ تم اس یقین سے معمور ہو کہ یہ ضرور قبول ہوگی اور یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ غافل اور لہو والے دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ حضرت خلیفۃ ثانیؓ فرماتے ہیں کہ سجدے میں اپنی کہنیاں زمین سے پیٹ ران سے جدا رکھنے کا اسی لئے حکم ہے کہ غفلت طاری نہ ہو۔ یہ تو جسم کے متعلق ہے۔ روح کو تو اور بھی بیدار و ہوشیار و چست ہونا چاہئے۔

6۔ دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے وقت ہاتھ اٹھالے تو اور بھی اچھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان ربکم حیّ کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردھما صفرا یعنی تمہارا اب حیا والا کریم ہے اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اس کی جناب میں ہاتھ پھیلائے جائیں اور وہ انہیں خالی واپس کر دے۔

7۔ دعا کے الفاظ جامع ہوں۔ دعائیں جو الفاظ ہوں وہ اس مقصد وامر کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہوں کیونکہ ممکن ہے جسے یہ اچھا سمجھ رہا ہے اس کے حق میں برا ہو۔ یا جس سے الگ ہونے کے متعلق عرض کر رہا ہے اس کا کوئی پہلو خیر کا بھی اس کے لئے بدرجہ غایت مفید ہو۔ یا یہ ادنیٰ حصہ مانگ رہا ہو اور اس کو اعلیٰ مل سکتا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یستحب الجوامع من الدعاء ویدع ما سوی ذلک (رواہ ابو داؤد) رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے مثال کے طور پر ایک دو دعائیں لکھتا ہوں جو تمہید محررہ بالا کو واضح کریں گی۔

وعن عمر قال علمنی رسول اللہ ﷺ قال قل اللھم اجعل

سریرتی خیرا من علانیتی واجعل علانیتی صالحة۔ اللھم انی اسئلك من صالح ما تعطی الناس من الاھل والمال والولد غیر الضال المضل۔ (۲) اللھم انا نعوذبك من ان نزل او نضل او نظلم او نظلم او نجھل او یجھل علینا (۳) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ وما سئل اللہ شیئا یعنی احب الیه من ان یسال العافیة۔ (نہیں سوال کیا جاتا اللہ سے کسی چیز کا جو اسے محبوب تر ہے سوا اس کے کہ وہ سوال عافیت کے متعلق ہو کہ اس میں سب باتیں آ گئیں (٦) اللھم ارزقنی حبك و حب من ینفعنی حبه عندك اللھم ما رزقنی مما احب فاجعله قوة لی فیما تحب اللھم ما رویت عنی مما احب فاجعله فراغا لی فیما تحب (رواہ الترمذی)

قرآن شریف کی دعاؤں سے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار (بقرة:202) بہت ہی جامع اور کل مطالب پر حاوی دعا ہے اھدنا الصراط المستقیم الآیہ (فاتحہ:6) اس سے بھی بڑھ کر۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ خانہ کعبہ کے گرد مجھے اکیلے طواف کرنے کا موقعہ ملا حالانکہ ایسا ہونا سخت دشوار ہے اس وقت میرے جی میں آیا کہ دعا مانگ لوں جو جامع ہو۔ آخر دعا کی کہ یا الٰہی ضرورت کے موقعہ پر جو دعا کروں وہ قبول ہو جایا کرے یہ دعا اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایسی ہے کہ خدا کے خاص فضل سے القا ہو سکتی ہے۔

8۔ دعا اعلیٰ مراتب مقصد پر حاوی ہو۔ دعا میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ مقصد ہو وہ پیش نظر رہنا چاہئے اگر کسی کو بیماری سے تکلیف ہے تو یہ کیوں کہے کہ یا اللہ میری آدھی بیماری دور کر دے یا دو دن صحت بخش دے کامل صحت کی دعا کرے۔ وعن معاذ بن جبل قال سمع النبی رجلا یدعو یقول اللھم انی اسئلك تمام النعمة فقال ای شیی تمام النعمة قال دعوة ارجوا بھا خیرا فقال ان من تمام النعمة دخول الجنة والفوز من النار۔ ایک شخص دعا کر رہا تھا کہ الٰہی مجھے تمام النعمۃ دے دے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ عرض کی کہ مال ہے جو میرے مدنظر ہے۔ فرمایا تمام النعمۃ میں تو دوزخ سے نجات اور جنت الفردوس میں داخل ہونا بھی داخل ہے اسے سمجھایا کہ لفظ تو اس قدر وسیع ہے تم کیوں اسے ادنیٰ سے مرتبہ تک مقصور کرتے ہو۔

9۔ دعا میں کچھ شکر گزاری ہو: دعا کرتے ہوئے اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا چاہئے کہ قرآن مجید میں ہے لئن شکرتم لازیدنکم (ابراہیم:8) اگر تم شکر کرو گے جو صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے بھی ہونا چاہئے تو میں تم کو اور بھی زیادہ دوں گا۔ نمونہ کے طور پر حضرت زکریاؑ کی دعا موجود ہے کہ وہ دعا کرتے ہوئے عرض گزار ہیں۔ ولم اکن بدعائك رب شقیا۔ (مریم:5) میں آپ کی جناب سے کبھی محروم نہیں رہا۔ حدیث میں آیا ہے۔ ما من رجل رای مبتلی فقال الحمد للہ الذی عافانی و مما ابتلاك به وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا۔ الا لم یصبه ذلك البلاء کائنا من کان (رواہ الترمذی) کسی مبتلا کو دیکھ کر کہے کہ اللہ کا شکر ہے جو مجھے اس سے محفوظ رکھا اور بہتوں پر مجھے فضیلت دی تو یہ کہنے والا اس بلا سے محفوظ رہتا ہے یہ صلہ ہے شکر کا۔ دعا سے پہلے ضرور اللہ کے احسانات کا شکر کر لینا چاہئے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں کیا دیا ہے کیا ہاتھ، کان، زبان نعمتیں نہیں؟ کیا اسلام نعمت نہیں؟ کیا دعا کی توفیق نعمت نہیں؟ وان تعدوا نعمة اللہ فلا تحصوھا۔ (ابراہیم:35)

10۔ دعا سے پہلے حمد بھی ہو: دعا کرنے سے پہلے اللہ کی حمد ضرور کرنی چاہئے۔ اور اس کے اس صفات سے توسل اور اپیل کیا جائے جو ام الصفات ہیں یہ سبق ہمیں سورۃ فاتحہ سے ملتا ہے جہاں دعا سے پہلے الحمد للہ رب العالمین آیا ہے ایک صحابی فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے جب بھی دعا کی تو اللہ کی تسبیح و تحمید کی۔ چنانچہ آپ سبحان ربی الاعلیٰ الوھاب کہہ لیتے۔

11۔ دعا سے اوّل و آخر درود ہو: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار متوجہ برحمت ہوتا ہے پھر لکھا ہے کہ درود کی دعا ضرور مقبول ہوتی ہے پس جو درمیان میں مطلب ہو گا اللہ اسے بھی رد نہ فرمائے گا۔

12۔ دعا میں اپنی بے چارگی کا اقرار ہو: دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی طریق ہے کہ اپنی حالت زار کو کھول کر خدا کے سامنے رکھ دے یہ نہ کہے کہ خدا کو سب معلوم ہے بے شک اسے معلوم ہے مگر اس کی رحمت کو حرکت میں لانے کے لئے اپنی بے چارگی و درماندگی کا اظہار ضروری ہے۔ دیکھو حضرت زکریاؑ کس دردناک پیرائے میں عرض کرتے ہیں۔ رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائك رب شقیا۔ (مریم:5) میری ہڈیاں بودی ہو چکی ہیں سر کے بال چٹے ہو گئے ہیں پھر اس سے بھی بڑھ کر عرض کرتے ہیں۔ وکانت امرءتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا۔ (مریم:9) میری بی بی بانجھ اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں۔ حضرت نوحؑ نے ایک ہی لفظ میں اپنی بے چارگی کی تصویر کھینچ دی۔ انی مغلوب فانتصر۔ (قمر:11)

13۔ دعا میں اسباب سے بھی کام لیا جائے: دعا کا یہ مطلب نہیں کہ اسباب سے کام نہ لینا پڑے بلکہ ٹھیک دعا تو اسی وقت ہوتی ہے جب دل کھول کر اپنا تمام زور لگا کر اسباب سے کام لیا جا چکے کیونکہ جب سب طرف سے تھک کر انسان رہ جاتا ہے تو اپنے قلب میں خدا کی طرف خوب توجہ پاتا ہے اسی لئے انبیاء کا طریق تھا اور میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی دیکھا ہے کہ وہ مہما امکن اسباب سے کام لیتے اور دعائیں بھی خوب کرتے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین (فاتحہ:5) سے ظاہر ہے کہ پہلے اس کی بتائی ہوئی راہوں پر عمل کیا جائے یہاں تک کہ اس راہ میں یوں کوٹا جائے جیسے سڑک کے پتھر اور پھر خدا سے مدد مانگے اور استقامت طلب کرے۔

14۔ دعا میں طلب ہدایت ہو: پھر دعا میں بھی یہ خیال رکھے کہ میں اللہ سے وہ ذریعہ طلب کرتا ہوں یعنے وہ اسباب میسر آئیں وہ طریق سوجھے جس سے اس مقصد میں کامیابی ہو۔ اھدنا الصراط المستقیم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ نزدیک سے نزدیک راہ حصول مقصد کی ملے اور پھر اس مقصد سے تمتع بھی نصیب ہو یہ نہیں کہ مقصد حاصل ہو اور فائدہ اٹھانے سے محروم رہ جائے۔

15۔ اپنی دعا میں کچھ ایسی دعائیں ہوں جو ضروری قبول ہوتی ہیں: جب انسان دعا کرنے لگے تو بعض ایسی دعائیں پہلے کر لے جن کی قبولیت ضروری ہے یا جو اللہ کو پسند ہیں مثلاً اسلام کی ترقی اور اشاعت کی دعا حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کی تکمیل ہو اسی طرح چند اور شخصوں کے لئے بھی دعا کرے کہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ دوسرا ممکن ہے انہی دعاؤں میں اس کی دعا بھی قبول ہو جائے۔

16۔ دعا سے پہلے استغفار ہو: چونکہ دعا کی قبولیت میں انسان کے گناہ آڑے آ جاتے ہیں اسلئے پہلے خوب استغفار کر لینی چاہئے قرآن شریف کی دعا رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین (مومنون:119) میں یہ بات سکھائی ہے یہ ہرگز نہ خیال کرے کہ میں نے کونسا گناہ کیا ہے کہ انسان ہر وقت خدا کی رحمت کا محتاج ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة۔ (رواہ مسلم)

17۔ دعا سے پہلے صدقہ ہو: کفارہ ذنوب اور عاجزوں کی دعائیں لینے کے لئے پہلے صدقہ بھی کر لینا چاہئے کہ اس سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ جب کسی حاجت مند کو ضرورت کے وقت کچھ ملے گا تو دل سے پکار اٹھے گا جا تیرا دونوں جہان میں بھلا۔ اور صرف اسی فقرے سے بعض اوقات بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ فقدموا بین یدی نجواکم صدقة (مجادلہ:13) سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ خدا سے مناجات کرنے سے پہلے صدقہ دے لے۔

18۔ دعا سے پہلے کسی کی حاجت روائی کرے: یہ طریق بھی صلحاء نے بتایا ہے کہ جس قسم کی مشکل پیش ہو اسی قسم کی مشکل جس کا ازالہ یا دور کرنا تمہارے اپنے بس میں ہو کسی دوسرے حاجت مند کی دور کرنے کی کوشش کرو اس پر خدا تم پر بھی رحم کر دے گا۔

19۔ دعا میں اپنی عملی اصلاح بھی کرے: چونکہ انما یتقبل اللہ من المتقین (مائدة:28) ارشاد باری تعالےٰ ہے اسلئے ضروری ہے کہ جو اپنی دعاؤں کو قبول دیکھنا چاہتا ہے وہ تقویٰ اختیار کرے اسی طرح قرآن شریف میں ہے۔ یستجیب الذین اٰمنوا (شوریٰ:27) کہ اللہ ایمانداروں سے قبول کرتا ہے اور کمال ایمان یہی ہے کہ اسکے مطابق عمل بھی ہو۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے فلیستجیبوا لی (بقرة:187) سے استدلال کیا ہے کہ میرے بندوں کو چاہئے اگر وہ اپنی دعائیں قبول کروانی چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں۔

20۔ دعا میں ماثورہ دعا بھی ہو: جو دعائیں قرآن مجید میں آئی ہیں جو حدیث میں آئی ہیں چونکہ وہ منبع قدس سے نکلی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان میں سے کوئی دعا ضرور ساتھ ہو بعض بزرگ تو اور کوئی دعا ساتھ نہ ملاتے تھے تا کہ اعتداء نہ ہو جائے۔

21۔ دعا اپنی زبان میں ہو: دعا میں رقت اور خلوص پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دعا اپنی زبان میں بھی کیجائے کیونکہ دلی خیالات اسی زبان میں ٹھیک ادا ہو سکتے ہیں جو مادری زبان ہے۔ حضرت اقدسؑ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ رکوع وسجود میں ذکر مقررہ کے بعد اپنی زبان میں دعا کیجائے دعا میں فہم معنے بھی ضروری ہیں۔

22۔ دعا کے وقت کپڑے عمدہ و صاف ہوں: اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاکیزگی کو پسند کرتا ہے اس کے حضور میں عرض معروض کرنے کے لئے جب انسان متوجہ ہو تو ضرور ہے کہ صاف کپڑے ہوں اور خوشبو بھی ہو۔ کیونکہ اس سے دل و دماغ میں پریشانی نہیں ہوتی ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں قرآن مجید کی آیت والرجز فاھجر (مدثر:6) اور خذوا زینتکم عند کل مسجد (اعراف:32) میں یہ تعلیم ہے اسلئے صلحاء نے لکھا ہے کہ دعا سے پہلے مسواک کر لے کہ مسواک موجب رضاء رب حسب حدیث رسول کریم ﷺ ہے۔

23۔ دعا میں تضرع ہو: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعوا ربکم تضرعا و خفیة۔ (اعراف:56) پس جتنا بھی تضرع اور خشوع ہو گا اتنی جلد دعا قبول ہو گی۔

24۔ دعا میں دھیمی آواز ہو: حضرت زکریاؑ کے بارے میں ہے۔ اذ نادیٰ ربه نداء خفیا۔ (مریم:4) اور ارشاد فرمایا ولا تجھر بصلاتك ولا تخافت بھا۔ (بنی اسرائیل:111) پس دھیمی آواز ہو جیسی کہ درد سے نکلتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ انکم لا تدعون صما و لا غائبا۔ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہاں بعض وقت جوش سے آواز نکل جاتی ہے وہ اور بات ہے۔

25۔ دعا میں مایوسی نہ ہو: اس کے متعلق پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ دعا میں استعجال نہیں چاہئے اور نہ تھکے۔ مایوسی تو ہرگز نہیں چاہئے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ انه لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ (یوسف:88) صوفیاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب شیطان نے باوجود نافرمانی کے عرض کیا کہ رب فانظرنی الی یوم یبعثون (حجر:37) تو جواب ملا فانك من المنظرین۔ (حجر:38) جب شیطان کی درخواست منظور ہو گئی تو مومن کیوں ناامید ہو۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہماری کون سنتا ہے اکثر لوگوں کی زبان سے سنتا ہوں جب انہیں دعا کے لئے کہا جاتا ہے کہ توبہ جی! اللہ ہماری سنتا ہے! میرے نزدیک یہ کلمہ کفر ہے جس سے توبہ کرنی چاہئے وہ ہر ایک کی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سنتا ہے شیطان کی سن لیتا ہے اور ہر ایک مسلمان کی نہ سنے گا!

26۔حقداروں کے حق ادا کرے: بعض وقت کسی کا حق دعا کرنے والے کے ذمہ ہوتا ہے اور دعا قبول نہیں ہوتی اس لئے دعا کرنے والے کو اپنا محاسبہ کر لینا چاہئے حقداروں کے حق ادا کر کے جناب باری میں جائے۔

27۔دعا کے وقت کیا ہیئت ہو: یہ بھی بزرگوں نے لکھا ہے کہ وضو کر کے قبلہ رو دعا کرے بعض نے پسند کیا ہے کہ التحیات کی صورت میں بیٹھے یا سجدے میں پڑ جائے گھٹنوں کے بل کھڑے ہونا بھی ایک ادب کا طریق اور پچھلی شریعتوں میں پایا جاتا ہے۔

28۔دعا میں شرم کیسی؟ جب دعا کرنے لگے تو اپنے معاصی پر اپنے نفس کی آلودگی پر بے شک ندامت کا اظہار کرے مگر مانگنے میں شرم کیا؟ ہاں عظمت و جلال الٰہی سے زبان بند ہو تو دل تو پکارتا ہی ہے۔

29۔دعا میں زندہ بزرگوں کا توسّل جائز ہے: دعا کرتے وقت توسل اپنے کسی عمل صالح کا یا کسی زندہ خدا کے پیارے کا جائز ہے۔حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ بارش کے لئے دعا کی۔انا نتوسل الیک بعم ﷺ فاسقنا۔ہم اپنے نبی کے چچا عباس کے توسل سے تیری جناب میں دعا کرتے ہیں کہ ہم پر پانی برسا۔

30۔دعا میں اللہ کو محبوب ناموں سے پکارے: قرآن شریف میں اکثر دعائیں یا ربنا سے آئی ہیں۔ پارہ 4 سورہ آل عمران میں ربنا اننا سمعنا (آل عمران:194) سے ایک دعا شروع ہوئی ہے اس کے لئے ساتھ ہی فرمایا۔فاستجاب لھم ربھم۔(آل عمران:196) اسی طرح حضرت یوسفؑ کی ایک دعا ربّ سے شروع ہوتی ہے اس کے لئے بھی فاستجاب لہ ربہ (یوسف:35)فرمایا۔اسی طرح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت و بلا میں یا حی یا قیوم حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے۔یوں تو اللہ کے سب اسماء حسنٰی ہیں مگر جس قسم کی حاجت ہو اسی قسم کے اسم سے توسل کیا جائے تو اقرب الی القبول ہے۔

31۔دعا میں تکرار ہو: ایک ہی بار کہنا بے پرواہی کا نشان ہے دعا میں عجز و الحاح سے کام لے اور خوب تکرار کرے تکرار خدا کے حضور پسند ہے۔

32۔دوسروں سے بھی دعائیں کرائے: اپنی دعا پر ہی بس نہ کرے بلکہ دوسرے صالحین سے بھی دعا کرائے اور یہ نہ سمجھے کہ فلاں مجھ سے کم درجہ کا ہے اس سے کیا دعا کراؤں یہ تکبر کا نشان ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔اشرکنا یا اخی فی دعائك ولا تنسنا۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں شریک کر لینا اور بھولنا نہیں حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔کلمۃ ما یسرنی ان لی بھا الدنیا۔(رواہ ابو داؤد)

35۔کن کن کی دعا قبول ہوتی ہے: حدیث شریف میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ثلثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حین یفطر والامام العادل و دعوۃ المظلوم یرفعھا اللہ فوق الغمام و تفتح لھا ابواب السمآء و یقول الرب و عزتی لانصرنك ولو بعد حین ۔تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی روزہ دار کی جب روزہ کھولنے لگے (۲) امام عادل کی اور مظلوم کی۔اللہ اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا گو مدت کے بعد۔اسی لئے حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے تم ظالم نہ بنو مظلوم بنو۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔ثلث دعوات مستجابات لاشك فیھن دعوۃ الوالد و دعوۃ المسافر و دعوۃ المظلوم (۱) والد کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

تیسری حدیث میں فرمایا ۔خمس دعوات یستجاب لھن دعوۃ المظلوم حتی ینتصر و دعوۃ الحاج حتی یصدر و دعوۃ المجاھد حتی یقعد و دعوۃ المریض حتی یبرء و دعوۃ الاخ لاخیہ بظھر الغیب ثم قال و اسرع ھذہ الدعوات اجابۃ دعوۃ الاخ بظھر الغیب۔ (مشکوٰۃ)

پانچ دعائیں ضرور مقبول ہوتی ہیں مظلوم کی دعا۔یہاںتک کہ بدلہ لے لے۔حاجی کی دعا جب تک کہ لوٹ آئے مجاہد کی دعا جہاد چھوڑنے تک ۔مریض کی دعا اچھا ہونے تک۔ایک بھائی کی دعا اپنے بھائی کے لئے غائبانہ پھر فرمایا کہ بہت جلدی قبول ہونے والی دعا بھائی کی ہے جو غائبانہ ہو۔

ایسے ہی وہ پاک نفس جسے خدا اپنی جماعت کے شیرازہ کو متحد رکھنے کے لئے چن لے (جسے حدیث میں الامام العادل کہا گیا ہے) اسکی دعائیں جلد اور زیادہ قبول ہوتی ہیں کیونکہ خدا اس کی وجاہت قائم کرانا اور اس کے ہاتھ پر ایک قوم کو متحد فرمانا چاہتا ہے اسے خارق عادت طور پر مستجاب الدعوۃ بنا دیتا ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے روحانی جھنڈے تلے جمع ہونے کے لئے ایک عام تحریک پیدا ہو۔

34۔بعض خاص گر: جب اللہ سے دعا کی جائے تو وہ بعض گُر خود تعلیم فرما دیتا ہے جو کسی کو بھی نہیں سوجھے ہوتے۔حضرت خلیفہ اوّلؓ بارہا فرماتے کہ اللہ تعالےٰ مجھے نہاں در نہاں طریقوں سے رزق دیتا ہے اور دیکھنے والوں نے بھی دیکھا کہ جب آپ کو ضرورت ہوتی کوئی نہ کوئی فوری صورت اس ضرورت کے رفع کے لئے بن جاتی فوری طور پر روپیہ آ جاتا یا کوئی انتظام ہو جاتا۔ایک بار فرمایا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی خاص عمل ہے پھر ارشاد کیا کہ عمل تو ہے مگر دوسرے رواجی عالموں کی طرح کا نہیں۔پھر ایک قصہ بیان کیا کہ ایک عامل تھا اس کے پاس ہم کئی طلباء (بزمانہ طالبعلمی) گئے۔وہ کہنے لگا میں اپنے مجربات اور مخفی راز بتانا چاہتا ہوں مگر کوئی اس کا اہل نہیں نور الدین کہے تو بتا دوں میں نے کہا مجھے ضرورت نہیں اسکے بعد خاکسار کو مخاطب کیا اور قرآن مجید سے یہ آیت نکال کر دکھائی جو پارہ سورہ طٰہٰ رکوع 8 میں ہے۔وامر اھلك بالصلوۃ واصطبر علیھا لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبۃ للتقوٰی۔(طٰہٰ:133)فرمایا رزق کی کشائش کا ایک یہ بھی نسخہ ہے کہ اپنے اہل کو نماز کی تحریک بڑے زور سے کرتا رہے پھر فرمایا ذوقی بات ہے ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔

الغرض تدبر فی القرآن سے ایسی کئی باتیں حاصل ہو سکتی ہیں نادانوں نے یہ راز نہیں سمجھا اور آیتوں کو بطور منتر پڑھ کر حصول رزق کے درپے ہوئے اسی طرح ہر قسم کے مطلب کے لئے ماثور دعائیں بھی ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔

## آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ، کَاشِفَ الْغَمِّ، مُجِیبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّینَ، رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَرَحِیمَھُمَا، أَنْتَ تَرْحَمُنِی، فَارْحَمْنِی بِرَحْمَۃٍ تُغْنِینِی بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاكَ

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: اے اللہ مشکلات اور غموں کو دور کرنے والے، مجبوروں اور بے بسوں کی دعائیں سننے والے۔دنیا و آخرت میں بن مانگے دینے والے اور بار بار رحم کرنے والے، تو ہمیشہ مجھ پر رحم کرتا ہے، پس اب بھی مجھ پر رحم کر، ایسی رحمت کہ جو مجھے تیرے سوا ہر طرح کی رحمت سے مستغنی کر دے۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی حصولِ رحمتِ الٰہی اور قرض اور مشکلات سے نجات کی جامع دعا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مشکلات، غم اور پریشانی سے بچنے کے لئے سب سے بڑی قوت اور کلید دعا کو قرار دیا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں :

لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات، دعا اور خیرات سے ردِ بلا ہوتا ہے۔اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مر جاتا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201)

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

اے قادر و توانا! آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا
غیروں سے دل غنی ہے جب سے ہے تجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَرَانِي

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## طلوع وغروب آفتاب

| 22اکتوبر2020ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 05:02 | 17:51 |
| مدینہ منورہ | 05:05 | 17:49 |
| قادیان | 05:15 | 17:48 |
| ربوہ | 04:55 | 17:28 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 06:09 | 17:55 |